

# لغامِ ظہرائی کی معاجمِ ثلاثہ - تعارف اور اسلوب

\* ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی

فنِ حدیث کے ماہرین میں سے بعض نے احادیث کو صحابہ رضی اللہ عنہم یا اپنے شیوخ یا ان کے شہروں کے اسماء کے لحاظ سے اپنی کتب میں مدون اور حروفِ تہجی پر مرتب کرنا شروع کیا تو معاجم کے نام سے تدوین و ترتیب حدیث کا ایک نیا اسلوب معرض وجود میں آیا۔ اس پر جو کتب مدون ہوئیں وہ معاجم کے نام سے مشہور ہوئیں۔ معاجم جمع ہے معجم کی۔

## لفظِ معجم کا مفہوم

لفظِ معجم یا تو میم کے فتح کے ساتھ ”مَعْجَم“ ہے یا میم کے ضم کے ساتھ ”مُعْجَم“ ہے۔ اگر یہ میم کے فتح کے ساتھ معجم ہے تو اس کے اصلی حروف ع، ج، م ہوں گے۔ جیسے کہا جاتا ہے

”عَجَمَ الْكِتَابَ أَوْ الْحَرْفَ أَى نَقَطَهُ بِالسَّوَادِ“

(اس نے کتاب اور حرف پر سیاہی سے نقطہ ڈال دیئے)

تو ”مَعْجَم“ ”مَدْخَل“ اور ”مَخْرَج“ کی طرح مصدر میمی ہوگا، جس کے معنی ہوں گے کالی سیاہی سے نقطہ ڈالنا۔

اگر یہ لفظ میم کے ضم کے ساتھ ہو تو یہ باب افعال سے اسم مفعول ہوگا جس کے معنی ہیں ”نقطوں والے حروف“ یا وہ حروف جن کا باہمی التباس دور کر دیا گیا ہو کیونکہ ”اِعْجَام“ کے معنی ہیں نقطے ایجاد کرنا یا حروف کے باہمی التباس کو دور کرنا۔ اس کے بعد عربی زبان کے حروفِ تہجی کو حروفِ المعجم کہا جانے لگا جو کل ۲۸ (اٹھائیس)

ہیں۔ (۱)

\* اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قرآن و تفسیر، کلیہ عربی و علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

## مجم کا اصطلاحی مفہوم

محدثین کی اصطلاح میں ”مجم“ اس کتاب سے عبارت ہے جس میں شیخ اپنے شیوخ کو حروفِ مجم پر مرتب کرتا ہے اور ہر ایک شیخ کے نام کے تحت اس کی روایت نقل کرتا ہے۔ متاخرین نے توسع سے کام لیتے ہوئے اس کتاب کا نام بھی مجم رکھ دیا ہے جس میں شیخ اپنے شیوخ و معاصرین یا شاگردوں یا کوئی محدث کسی حافظ کے شیوخ یا اس کے شاگردوں کو جمع کر دیتا ہے جیسے عیاض کی ”مجم شیوخ الصدنی“ ہے اور اس کے شاگردوں کی مجم ہے جسے ابن الأبار نے مرتب کیا۔ اس کا نام ”مجم“ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں راویوں کو حروفِ مجم پر مرتب کر کے ذکر کیا ہے تاکہ مطالعہ کرنے اور استفادہ کرنے والے کو سہولت ہو۔ (۲)

مختصر یہ کہ معاجم وہ کتب ہوتی ہیں جن میں احادیث کو صحابہ رضی اللہ عنہم یا شیوخ یا شہروں کی ترتیب سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ایسی کتب عموماً حروفِ تہجی کی ترتیب پر مرتب ہوتی ہیں، جیسے امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ۔ ان کی مجم کبیر اسماء صحابہ رضی اللہ عنہم پر، مجم اوسط غرائب شیوخ پر اور مجم صغیر اسماء شیوخ پر مرتب ہے۔ اس ترتیب میں حروفِ تہجی (مجم) کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

## کتب معاجم کی تالیف کا آغاز و ارتقاء

شروع شروع میں ”المعجم“ اس کتاب کو کہا جاتا تھا جس کے اندرونی مواد کو حروفِ تہجی کے لحاظ سے مرتب کیا جاتا۔ سب سے پہلے اس مفہوم میں ”مجم“ کی اصطلاح کو محدثین حضرات نے اسماء الرجال کی کتب میں استعمال کیا تا کہ ان کتب میں شامل ہزاروں ناموں کو ایسی ترتیب سے مرتب کر دیا جائے جس سے آسانی کے ساتھ مطلوب راوی کے حالات کو معلوم کیا جاسکے۔ اس سلسلے کی غالباً پہلی باقاعدہ کوشش امام بخاریؒ کی کتاب ”التاریخ الکبیر“ ہے جس میں انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اپنے عہد تک کے تقریباً چالیس ہزار راویوں کے حالات کو حروفِ مجم (أ، ب، ت، ث) کے لحاظ سے مرتب کیا ہے۔ (۳) اس کے بعد اس سلسلہ کی درج ذیل کتب معرض وجود میں آئیں:

- ① معجم الصحابة: اسے الجزیره کے ایک محدث أبو یعلیٰ أحمد بن علی بن ہلال التمیمی الموصلی (م ۳۰۷ھ) نے تین رسائل میں باقاعدہ پہلی مجتم کے طور پر تالیف کیا۔ (۴)
- ② معجم الصحابة: اسے أبو العباس محمد بن عبدالرحمن بن محمد الدغولی السرخسی (م ۳۱۵ھ) نے تالیف کیا۔ دغولی کی طرف ان کی نسبت ہے اور یہ سرخس کے رہنے والے ہیں۔ (۵)
- ③ معجم الصحابة: اسے مشہور عالم أبو القاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی (م ۳۱۷ھ) نے تصنیف کیا۔ اور ابوالقاسم عیسیٰ بن الجراح نے اس کو روایت کیا (۶) مکتبہ ظاہریہ دمشق میں اس کا مخطوطہ مجموعہ نمبر ۱۱/۹۴ تحت موجود ہے..... (۷) علامہ ابن ندیم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسماء و حالات پر ابوالقاسم البغوی کے دو معاجم کا ذکر کیا ہے: ”المعجم الكبير“ اور ”المعجم الصغير“ (۸)
- ④ معجم الشیخ: اس کتاب کو ایک ثقہ عالم أبو سعید أحمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درہم البصری ثم المکی المعروف بابن الأعرابی (م ۳۴۰ھ) نے تالیف کیا۔ اس میں انہوں نے اپنے شیوخ و اساتذہ کے حالات لکھے ہیں۔ (۹)
- ⑤ معجم الصحابة: اسے أبو الحسین عبدالباقی بن قانع بن مرزوق الأموی (م ۳۵۱ھ) نے تالیف کیا اس مجتم کا نسخہ مکتبہ ظاہریہ میں موجود ہے مجموعہ ۱۹۔ (۱۰)
- ⑥ کتاب المعجم فی الاسامی: اسے أبو بکر أحمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن العباس الاسماعیلی الجرجانی الشافعی (م ۳۷۱ھ) نے تالیف کیا۔ (۱۱)
- ⑦ معجم الشیوخ: اسے أبو بکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم المقرئ الأصبہانی (م ۳۸۱ھ) نے تصنیف کیا۔ (۱۲)
- ⑧ معجم الصحابة: اس مجتم کو ابن ہلال أحمد بن علی الہمدانی الشافعی (م ۳۹۸ھ) نے تالیف کیا۔ قاضی ابن شیبہ نے اپنی تاریخ میں اس کتاب کی بڑی تعریف کی ہے۔ (۱۳)

⑨ معجم الشيخ: اسے أبو القاسم حمزہ بن یوسف بن ابراہیم بن موسی السہمی (سہم بن عمرو مشہور قبیلہ کی طرف نسبت ہے) القریشی الجرجانی (م ۲۷۷ھ) نے مرتب کیا۔ یہ رسالہ قشیریہ کے مؤلف أبو القاسم القشیری کے استاد ہیں۔ (۱۴)

⑩ معجم ابن جُمیع: اس معجم کو أبو الحسین محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن جمیع النسائی الصیداوی (م ۴۰۲ھ) نے تالیف کیا۔ یہ ان شیوخ کے اسماء پر مشتمل ہے جن سے ابن جمیع نے کوئی حدیث اخذ کی ہے۔ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں اس معجم کا مخطوطہ موجود ہے، مجموع ۵۲- (۱۵)

۱۱- معجم البلدان: اسے أبو بکر أحمد بن موسی بن مردویہ بن فورک الأصفہانی (م ۴۱۰ھ) نے مرتب کیا۔ یہ محدث، مفسر اور مؤرخ تھے۔ اس کا مخطوطہ آصفیہ ترکیا میں نمبر ۱/۵۹ کے تحت موجود ہے۔ اور جامعہ طہران ایران میں نمبر ۱۲/۲۹۶۱ کے تحت ہے جو ۱۱۳۵ اوراق پر مشتمل ہے۔ (۱۶)

۱۲- المعجم فی مشتبہ أسامی المحدثین: اس کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن أحمد بن محمد بن یوسف الہروی نے تالیف کیا۔ یہ ۲۳۸ھ میں زندہ تھے۔ (۱۷)

اسماء الرجال کے حوالے سے مذکورہ بالا کتب معاجم واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ چوتھی صدی ہجری / دسویں صدی عیسوی میں علماء نے معجم کے نام سے اور معجم کے اسلوب پر کتب مرتب کرنے میں خاص دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

جہاں تک احادیث نبویہ ﷺ کو معاجم کے اسلوب پر مرتب کرنے کا تعلق ہے تو مصادر سے پتہ چلتا ہے کہ حماد بن سلمہ (م ۱۶۷ھ) (۱۸) نے احادیث کے ایک مجموعے کو شیوخ کے اعتبار سے مرتب کر رکھا تھا۔ (۱۹)

پھر محدثین میں سے امام طبرانی (م ۳۶۰ھ) نے احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم یا اپنے شیوخ (اساتذہ) کے اسماء کے تحت درج کیا اور اسماء کو حروف تہجی (أ ب ت ث ..... الخ) کی ترتیب کے لحاظ سے مرتب کیا۔ گویا وہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے معاجم کو حروف تہجی کے اعتبار سے تصنیف کیا۔

ابن عساکر کہتے ہیں:

”صنف الطبرانی المعجم الكبير في أسماء الصحابة ، والأوسط في

غرائب شيوخه ، والصغير في أسماء شيوخه“ (۲۰)

پھر کہتے ہیں:

”كَانَ الطبرانی من فرسان هذا الشأن مع الصدق والأمانة“ - (۲۱)

اس مقالہ میں امام طبرانی کی ان ہی معاجم ثلاثہ کے اسلوب کو بیان کیا گیا ہے:

### امام طبرانی کا مختصر تعارف

امام طبرانی شامی کی کنیت ابو القاسم اور نام سلیمان بن أحمد بن ایوب ہے۔ یہ ملک شام کے شہر عکہ میں ماہ صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۸/ ذی قعدہ ۳۶۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کا اصلی وطن طبر یہ ہے جو اردن کے قریب واقع ہے۔ مگر آخر میں انہوں نے اصہبان میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ ۳۰۳ھ میں انہوں نے حدیث کا سماع شروع کر دیا۔ اور تحصیل علم کے لیے شام کے شہروں کے علاوہ، حرین، یمن، بغداد، کوفہ اور بصرہ وغیرہ کا سفر کیا۔ انہوں نے جن اساتذہ اور مشائخ سے استفادہ کیا ان کی تعداد ایک ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ احادیث کی تحصیل میں سخت مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کیا۔ اپنی راحت و آرام کو بالائے طاق رکھ کر تیس سال تک بوریہ (چٹائی) پر سوتے رہے یعنی مسلسل سفر میں رہے۔ حفظ و ضبط اور ثقاہت و اتقان میں امام طبرانی کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ علل حدیث اور علم الرجال کے بہت ماہر تھے۔ علم حدیث میں وسعت اور کثرت روایت میں یکتا اور منفرد تھے۔ (۲۲)

جہاں تک امام طبرانی کے علمی مقام و مرتبے کا تعلق ہے تو اس پر ان کی مختلف النوع موضوعات میں تالیف کردہ کتب واضح طور پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ (۲۳)

المعجم الكبير، المعجم الأوسط، المعجم الصغير، مسند العشرة ثلاثون جزءاً، مسند الشاميين عشرة أجزاء (۲۴)، كتاب النوادر عشرة أجزاء، كتاب معرفة الصحابة ﷺ، الفوائد عشرة أجزاء، مسند أبي هريرة ﷺ، مسند عائشة رضي الله عنها، مسند أبي ذر الغفاري جزءان، كتاب

التفسير، كتاب مسانيد تفسير بكر بن سهل، كتاب دلائل النبوة عشرة اجزاء، كتاب الدعاء عشرة اجزاء (٢٥)، كتاب السنة عشرة اجزاء ، كتاب الطوالات ثلاثة اجزاء (٢٦)، كتاب العلم جزء، كتاب الرؤيا جزء، كتاب الجود والسخاء جزء (٢٧)، كتاب الأوائل جزء (٢٨)، كتاب الأبواب جزء، كتاب فضائل شهر رمضان، كتاب الفرائض من السنن المسندة، كتاب فضائل العرب جزء، كتاب فضائل علي عليه السلام، كتاب بيان كفر من قال بخلق القرآن جزء، كتاب الرد على المعتزلة جزء، كتاب الرد على الجهمية، كتاب مكارم الاخلاق جزء (٢٩)، كتاب العزل جزء، كتاب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم جزء، كتاب المناسك، كتاب كتب النبي صلى الله عليه وسلم جزء، كتاب القراءة خلف الامام جزء، كتاب الغسل جزء، حديث الثوري عشرة اجزاء، مسند الأعمش، مسند الأوزاعي، من روى عن الزهري عن انس جزء، مسند يحيى بن أبي كثير، مسند مالك بن دينار، مسند حمزة الزيات، مسند مسعر بن كدام، مسند أبي سعد البقال، طرق حديث من كذب على جزء (٣٠) ، كتاب نسب النبي صلى الله عليه وسلم و صفة الخلفاء، كتاب وصية النبي صلى الله عليه وسلم، كتاب لأبي هريرة رضي الله عنه ، مسند محمد بن عجلان، مسند حمزة بن جندب بن الزيات، احاديث الأوزاعي وأبي عمرو بن العلاء، مسند زياد بن ابي زياد الجصاص، مسند يونس بن عبيد ، كتاب الأشربة، كتاب الطهارة اور كتاب الأمانة۔

## ① المعجم الكبير كالتعارف واسلوب

امام طبرانی کی المعجم الکبیر حدیث کی ایک بہت بڑی کتاب ہے اس کے متعلق ابن دحیہ (م ۶۳۳ھ) (۳۱) فرماتے ہیں:

”هو أكبر معاجم الدنيا و اذا اطلق في كلامهم المعجم فهو المراد و اذا اريد غيره قُيدَ“ - (۳۲)

(یہ دنیا کا سب سے بڑا معجم ہے اور جب محدثین کے کلام میں مطلقاً معجم بولا جائے تو یہی مراد ہوتا ہے اور اگر کوئی دوسرا معجم مراد ہو تو اس کے ساتھ قید کا اضافہ کیا جاتا ہے)۔

اس کی اہمیت و افادیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اسے کتب حدیث کے طبقات میں سے تیسرے درجے کی کتب میں شمار کیا ہے۔ (۳۳)

## موضوع

معجم کبیر کا موضوع ہے نبی اکرم ﷺ سے روایت کرنے والے مردوں اور عورتوں میں سے ہر ایک کی ایک حدیث یا دو حدیثوں یا تین حدیثوں یا اس سے زیادہ حدیثوں کی تخریج کرنا۔ اور اس میں ان کی کثرت روایات یا قلت روایات کا لحاظ رکھنا۔ ان میں سے جو قلیل الروایات ہیں ان کی جملہ روایات کی تخریج کرنا۔ (۳۴)

## تعداد روایات

حاجی خلیفہ لکھتے ہیں کہ معجم کبیر کی احادیث کی تعداد ۲۵۰۰۰ (پچیس ہزار) ہے (۳۵) حمزی عبدالمجید سلفی کی تحقیق کے ساتھ جو معجم مطبوع ہوا ہے اس میں احادیث کی تعداد ۲۱۵۴۷ (اکیس ہزار پانچ سو ستالیس) ہے اور یہ تعداد کم ہے کیونکہ معجم کے اصل مخطوطے سے کچھ اجزاء رہ گئے ہیں جن کی تعداد ۱۳ سے ۱۶ تک ہے۔ اسی طرح جزء نمبر ۲۱ بھی رہ گیا ہے۔ (۳۶)

## اسلوب ترتیب

امام طبرانی نے اپنی معجم کبیر کو مسانید صحابہ رضی اللہ عنہم پر مرتب کیا ہے اور ان کے ناموں کو مرتب کرنے میں حروف تہجی کی ترتیب کا لحاظ رکھا ہے۔ معجم کا آغاز عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم سے کیا ہے تاکہ دوسروں کو ان پر تقدم و فوقیت حاصل نہ ہو سکے۔ انہوں نے مسانید صحابہ رضی اللہ عنہم کو قبائل کے اعتبار سے بھی مرتب کیا ہے اور ہر قبیلہ کے راویان کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔ ہر ایک راوی نے ایک، دو، تین یا اس سے زیادہ احادیث کو روایت کیا ہے۔ ایسا انہوں نے روایات کی کثرت اور قلت کی وجہ سے کیا ہے جہاں تک مقلین کا تعلق ہے تو امام طبرانی نے ان کی سب روایتوں کی تخریج کر دی ہے (۳۷) امام طبرانی نے اس معجم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو شامل نہیں کیا ہے کیونکہ اسے انہوں نے الگ تحریر کیا ہے۔ (۳۸)

واضح رہے کہ معجم کبیر کتب مسانید کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ علماء نے پہلے ہی سے متعدد مسانید مرتب کر رکھی ہیں جیسے مسند احمد بن حنبل وغیرہ۔ (۳۹)

## ② المعجم الأوسط کا اسلوب

حدیث میں امام طبرانی کی دوسری معروف و مشہور کتاب ”المعجم الأوسط“ ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے تقریباً دو ہزار شیوخ کے نام درج کیے ہیں۔ اس معجم کی احادیث کی تعداد تقریباً ۱۲۰۰۰ (بارہ ہزار) ہے۔ ان احادیث میں صحیح، حسن، ضعیف حتیٰ کہ موضوع نوعیت کی احادیث بھی شامل ہیں۔ (۴۰)

امام ذہبی کہتے ہیں: ”فیہ کل نفیس و عزیز و منکر“ (۴۱) (یعنی اس کتاب میں نفیس، عزیز اور منکر ہر قسم کی احادیث ہیں)۔ واضح رہے کہ بہت ساری احادیث جو معجم اوسط میں تو ہیں مگر وہ معجم کبیر میں نہیں ہیں۔ اسی طرح بہت ساری احادیث جو معجم کبیر میں تو موجود ہیں مگر وہ معجم اوسط میں موجود نہیں ہیں۔ جبکہ احادیث کی خاصی تعداد میں دونوں معجم مشترک ہیں۔ یہ حقیقت مجمع الزوائد کے مطالعہ سے عیاں ہوتی ہے۔ (۴۲)

یہ معجم ڈاکٹر محمود الطحان کی تحقیق کے ساتھ بارہ جلدوں میں کلیۃ المعارف ریاض سے پہلی بار ۱۳۰۵ھ/۱۹۸۵ء



میں چھپ چکی ہے۔ شاید ہی کوئی مکتبہ ایسا ہو جس میں یہ مجم نہ ہو۔

امام طبرانی نے ”المعجم الأوسط“ کو اپنے شیوخ کے اسماء کے مطابق مرتب کیا اور ہر شیخ کی سند سے کئی روایات نقل کی ہیں۔ کبھی ان کی تعداد پچاس روایات سے تجاوز کر جاتی ہے اور کبھی چند ایک احادیث مروی ہوتی ہیں۔ امام طبرانی کے اس نوعیت کے اسلوب کو اپنانے کے کئی اسباب ہیں:

ان میں سے ایک سبب یہ ہے کہ ایک شیخ سے بسا اوقات زیادہ احادیث بھی مروی ہوتی ہیں اور کم بھی۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ امام طبرانی خاص مقصد کے حصول کی خاطر احادیث ذکر کرتے ہیں، جیسے کسی راوی کے اس تفرد (انفرادیت) کو بیان کرنا جو اسے دوسرے راویوں سے منفرد کرتا ہو۔ اسی لیے وہ ہر ایک حدیث نقل کرنے کے بعد یوں فرماتے ہیں: ”لم یروہ عن فلان الا فلان“ (یعنی اس حدیث کو فلاں راوی سے صرف فلاں راوی نے ہی روایت کیا ہے) ”تفرد بہ فلان“ (۴۳) (فلاں راوی اس حدیث کو روایت کرنے میں منفرد ہیں)

پس امام طبرانی المعجم الأوسط میں اپنے ہر شیخ کی غریب نوعیت کی احادیث کو روایت کرتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ کتاب حقیقت میں ”کتاب غرائب“ (یعنی غریب احادیث کی کتاب) بن گئی ہے۔ گویا یہ مجم صرف ان احادیث کے لیے مختص ہے جو بعض راویوں کو بعض سے منفرد کر دیتی ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں ایسی احادیث کو ”نسبی غریب“ احادیث کہتے ہیں۔ یہ کتاب امام دارقطنی کی ”کتاب الأفراد“ جیسی ہے۔ (۴۴)

اس کتاب کی تالیف و ترتیب میں امام طبرانی نے جس طرح کا اسلوب و منہج اپنایا اس سے ان کی فضیلت، احادیث اور ان کے طرق کے بارے میں وسعت معلومات اور متعدد اسانید (طرق) میں فرق و امتیاز کرنے کی اہلیت کے ساتھ ساتھ ان کے ماہر فن ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ انہوں نے اس مجم کو بہت محنت و مشقت سے تیار کیا تھا۔ اسی لیے فرمایا کرتے تھے: ”هذا الكتاب روحی“۔ (یہ کتاب میری جان ہے)۔ (۴۵)

المعجم الأوسط میں ادائے حدیث کا جہاں تک تعلق ہے تو اس کے لیے امام طبرانی نے ان الفاظ کو استعمال کیا ہے: ”نا“ یا ”ثنا“ کو ”حدثنا“ کے لیے ”أنا“ کو ”أخبرنا“ کے لیے اور ”حدثنا فلان حدثنا فلان“ کو ”حدثنا فلان قال حدثنا فلان“ کے لیے۔ (۴۶)

### ③ المعجم الصغير اور اس کا اسلوب تدوین و ترتیب

#### اسلوب ترتیب اور تعداد شیوخ و احادیث

امام طبرانی کی ”المعجم الصغير“ ایک جلد میں ہے۔ یہ حدیث کی بہت مفید اور نفع بخش کتاب ہے۔ اسی وجہ سے کافی مقبول و متداول ہے۔ المعجم الأوسط کی طرح اسے بھی امام طبرانی نے شیوخ (اساتذہ) کے ناموں پر مرتب کیا ہے اور ناموں کی ترتیب میں حروف تہجی (الف، ب، ت... الخ) کا لحاظ رکھا ہے۔ اس معجم میں انہوں نے اپنے ایک ہزار سے کچھ زیادہ اساتذہ کی مرویات کو اس طرح جمع کیا ہے کہ کسی استاد سے ایک اور کسی سے دو احادیث نقل کی ہیں اسی وجہ سے اس کی احادیث کی تعداد اسناد سمیت ۱۵۰۰ (ایک ہزار پانچ سو) بتائی گئی ہے (۴۷) مگر عبد الجبار کی تحقیق کے مطابق المعجم الصغير میں امام طبرانی کے شیوخ کی تعداد ۱۰۹۶ ہے اور احادیث کی کل تعداد ۱۱۹۰ ہے۔ (۴۸) المعجم الصغير کو ”المعجم الأصغر“ بھی کہتے ہیں لیکن اول الذکر ہی مشہور نام ہے۔ (۴۹)

#### فقہاء و محدثین کے اقوال کا ذکر

امام طبرانی اپنی معجم صغير میں فقہاء کے اقوال اور محدثین کی آراء ذکر کرتے ہیں اور خود بعض احادیث کی اس طرح توضیح کرتے ہیں جن سے کسی خاص مسلک کی تائید ہوتی ہے، مثلاً ایک حدیث ہے:

(( عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنَّ وَلِيَّكُمْ هَذَا الْأَمْرَ فَلَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ أَنْ يُصَلِّيَ آيَةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ ))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبد مناف، اے بنی عبد المطلب اگر یہ کام تمہارے سپرد کر دیا جائے تو خانہ کعبہ کا طواف کرنے والے کسی شخص کو رات اور دن کے کسی حصہ میں نماز پڑھنے سے منع نہ کرنا۔“

امام طبرانی اس روایت کی توضیح یوں کرتے ہیں:

يعنى الركعتين بعد طواف السبع أن يصلى بعد صلاة الصبح قبل  
 طلوع الشمس و بعد صلاة العصر قبل غروب الشمس وفى كل  
 النهار۔ (۵۰)

”نبی اکرم ﷺ کی مراد سات پھیرے طواف کے بعد کی دو رکعتوں سے ہے کہ وہ فجر کی  
 نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد غروب سے پہلے اور اسی طرح  
 دن کے ہر حصہ میں پڑھی جاسکتی ہیں۔ گویا جن اوقات میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے  
 ان میں بھی ان کو پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

## روایات اور راویوں کے بارے میں تصریحات

امام طبرانی روایات اور راویوں کے متعلق مختلف النوع تصریحات کرتے ہیں، مثلاً:

① اگر کسی راوی سے کوئی مسند حدیث روایت ہو تو اسے روایت کرنے کے بعد یوں صراحت کرتے ہیں:

”ولانحفظ لعبد الله بن أبي أحمد حديثنا مسندا غير هذا“۔ (۵۱)

(اس مسند حدیث کے علاوہ ہم عبداللہ بن احمد کی اور حدیث کو محفوظ نہیں کرتے ہیں)۔

”لم يرو مَنصُورٌ بِنُ دِينَارٍ عن نافعٍ حديثنا مسندا غير هذا“۔ (۵۲)

”لم يرو بُردَنُ بِنُ أَبِي النضرِ حديثنا مسندا غير هذا الحديث“۔ (۵۳)

② اگر کوئی راوی ثقہ ہو تو اس کی ثقاہت کی تصریح کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی اس کا نام بھی بتا دیتے ہیں، مثلاً:

❖ ایک روایت کے بعد لکھتے ہیں: ”تفرد به أبو سعيد مولى بنى هاشم و هو ثقة و اسمه

عبد الرحمن بن عبيد الله“۔ (۵۴)

❖ ایک اور روایت کے بعد لکھتے ہیں: ”تفرد به النضر بن سعيد و كان ثقة“۔ (۵۵)

❖ ایک اور روایت کے بعد لکھتے ہیں: ”لم يُسندَ داوُدُ بِنُ أَبِي القَاصِقِ حديثنا غير هذا وهو

بصرى من الثقات الصالحين“۔ (۵۶)

❖ ایک اور روایت کے بعد لکھتے ہیں: ”و معروف بصرى ثقة“۔ (۵۷)

③ اگر کوئی حدیث مرفوع ہو تو وہ اس کے رفع کو بیان کر دیتے ہیں، مثلاً: ایک روایت کے بعد لکھتے ہیں: ”كَمْ

يُرْوَاهُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ مَرْفُوعاً إِلَّا اللَّاحِقَى“۔ (۵۸)

④ اپنی مجتمہ صغیر میں وہ راوی کے تفرد کی صراحت کر دیتے ہیں، مثلاً: ایک روایت کے آخر میں لکھتے ہیں: ”تفرد

به ابْنُ ذِي حِمَايَةَ وَ كَانَ مِنْ ثِقَاتِ الْمُسْلِمِينَ“ (۵۹) پوری مجتمہ صغیر میں تقریباً ہر ایک روایت کے بعد یہ جملہ موجود ہے: ”تفرد به فلان، تفرد به فلان“۔

⑤ اگر کسی راوی نے صرف ایک ہی سند سے کوئی حدیث روایت کی ہو تو وہ اس کی یوں صراحت کر دیتے ہیں: ”

لَا يُرْوَى عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ إِلَّا بِهَذَا الْأَسْنَادِ“ (۶۰) ”لا يروى عن عمرو و الا بهذا الأسناد“ (۶۱) پوری مجتمہ صغیر میں اس طرح کی عبارتیں بکثرت موجود ہیں۔

⑥ اگر سند میں کسی راوی کی صرف کنیت موجود ہو تو وہ روایت کے بعد اس کے نام کو بتا دیتے ہیں، مثلاً: ایک

روایت کے بعد لکھتے ہیں: ”تفرد به أبو سعيد اسمه عبدالرحمن بن عبيدالله...“ (۶۲)

⑦ اگر سند میں کسی راوی کا نام موجود ہو تو وہ روایت کے آخر میں اس کی نسبت کو یوں ظاہر کر دیتے ہیں: ”

يونس بن خباب (الكوفي)“ (۶۳) ”محمد بن الفرج (البغدادي)“۔ (۶۴)

⑧ اسی طرح وہ راوی کے لقب کو بھی بیان کر دیتے ہیں، مثلاً: ایک روایت کے بعد راوی ابو سعید کے بارے میں

لکھتے ہیں: ”و أبو سعيد التميمي يلقب عقيصاً كوفي“۔ (۶۵)

⑨ اگر کسی راوی کے نسب نامے میں ابہام ہو تو امام طبرانی اسے دور کر دیتے ہیں، مثلاً: ایک حدیث کی سند میں

”فاطمة بنت قيس“ کے متعلق روایت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”وَفَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ هَذِهِ

هِيَ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ، واسم أبي حبيش ”قَيْسٌ“، وليست بفاطمة بنت قيس

الْفَهْرِيَّةِ الَّتِي رَوَتْ قِصَّةَ طَلَّاقِهَا“۔ (۶۶)

اسی طرح ایک روایت کے بعد اس کے ایک راوی ”عبدالرحمن بن اسحاق المدنی“ کے بارے

میں لکھتے ہیں: ” وأهل المدينة يسمونه عِبَادَ بَنِّ اسحاق، وقوم يسمونه عَبْدَ الرحمن ،  
والصواب من سماه عبدالرحمن “ - (۶۷)

⑩ اگر کوئی راوی تابعین میں سے ہو تو وہ اس کی تابعیت کی صراحت کر دیتے ہیں، مثلاً: أبو السوار العدوی  
کے متعلق حدیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ” أبو السوار من خيار المسلمين من كبراء  
تابعی البصرة “ - (۶۸)

⑪ اسی طرح وہ کسی راوی کے صحابی ہونے کا بھی ذکر دیتے ہیں، جیسے ایک راوی ”جفشیش“ کے بارے میں  
لکھتے ہیں: ” لا يروى هذا لحديث الا عن جفشيش وله صحبة ، وهو الذي خاصم  
الأشعث بن قيس الى النبي في الأرض فنزلت فيهما هذه الآية :

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا... الآية﴾ [آل عمران (۳): ۷۷] (۶۹)

⑫ امام طبرانی کا ایک اسلوب یہ ہے کہ جس مقام اور سنہ میں جو روایت سنی یا لکھی گئی تو وہ کہیں کہیں اس کا ذکر کر  
دیتے ہیں، مثلاً:

حدثنا أحمد . . . الخوارزمی ببغداد سنة ۲۸۷ھ سبع و ثمانين و مائتين. (۷۰)  
حدثنا ابراهيم . . . بمدينة قيسارية سنة ۲۷۵ھ خمس وسبعين و مائتين. (۷۱)  
حدثنا ابراهيم . . . بصنعاء سنة ۲۸۴ھ اربع و ثمانين و مائتين. (۷۲)

## تشریح احادیث

امام طبرانی کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ وہ بسا اوقات حدیث کی تشریح کرنے کا بھی اہتمام کرتے ہیں، مثلاً

① عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي قال : ” أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ ، هم أَرْقُ أَفْعَدَّةٍ ،  
الايمن يمان ، والحكمة يمانية ، والعفة يمان “ (آپ کے پاس یمن والے آئے وہ دل کے  
بہت نرم ہیں۔ حکمت اور عفت یمانی ہے)

اس حدیث کے بعد امام طبرانی فرماتے ہیں: ”وفسر هذا الحديث أهل العلم فقال بعضهم اراد به الأنصارَ خاصةً ، وقال بعضهم أراد قبائل اليمن عامةً (۷۳) (بعض اہل علم اس حدیث کی تفسیریوں بیان کرتے ہیں کہ بعض نے کہا کہ اس سے مراد انصار ہیں اور بعضوں نے کہا کہ اس سے یمن کے عام قبائل مراد ہیں)۔

② قال رسول الله ﷺ: ” لا تُسَبِّوا الأموات فتؤ ذوابه الأحياء “۔ (مردوں کو گالی مت دو کیونکہ (اس کے نتیجے میں تم زندوں کو ایذا دو گے)۔ اس حدیث کے بعد امام طبرانی فرماتے ہیں: ”عَنِ النَّبِيِّ الْكُفَّارِ الَّذِينَ اسْلَمُوا وَلَا دَهْمُ“۔ (۷۴)

③ عن ابن عمر أن النبي ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: ” تَنَقَّه (۷۵) وَتَوَقَّه “۔ اس حدیث کے بعد امام طبرانی فرماتے ہیں: ”ومعنى هذا الحديث عندنا والله أعلم : أنه قال تَنَقَّ الصديق وَاحْذَرُهُ وبلغنى عن بعض أهل العلم أنه فسره بمعنى آخر قال: معناه اتَّقِ الذُّنُوبَ وَاحْذَرُ عَقُوبَتَهَا“ (گناہوں سے بچتے رہنا اور عذاب سے ڈرتے رہنا)۔ (۷۶)

مختصر یہ کہ امام طبرانی نے اپنی محکم صغیر کو اپنے شیوخ کے اسماء پر حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے اور ہر ایک شیخ سے ایک ایک یا دو دو روایات نقل کی ہیں۔ انہوں نے صرف روایات ہی کو نقل نہیں کیا ہے بلکہ ایک ماہر فن کی حیثیت سے ان کے اسناد اور متون پر گفتگو بھی کی ہے۔

## حواشی وحوالہ جات

- ۱- دیکھئے: الصَّحاح (تاج اللغة وصَحاحُ العَرَبیَّة)، أبو نصر اسماعیل بن حماد الجوهری الفارابی (م ۳۹۸ھ)، ۱۶۰۷/۲، طبعة جديدة ملونة، داراحیاء التراث العربی بیروت - لبنان الطبعة الأولى: ۱۳۱۹ھ-۱۹۹۹م، كشف الظنون عن أسامی الكتب والفنون، ملاکاتب چلیپی مصطفی بن عبد اللہ المعروف به حاجی خلیفہ (م ۱۰۶۷ھ)، ۱۷۳۳/۲، مکتبة المثنی بغداد، آفست فوٹو استنبول، س-ن، لسان العرب بذیل مادہ عجم: ۶۹/۹، کشاف اصطلاحات الفنون الشیخ القاضی العلامة محمد أعلى بن علی الفاروقی التهانوی (م ۱۱۹۱ھ-۱۷۷۷ھ)، ۱۰۳۶/۲، سهیل اکیڈمی، لاهور پاکستان، س-ن۔ یاد رہے کہ ابتداء میں حروف پر نقطے نہیں تھے اور ان کا باہمی التباس، خاص طور پر غیر عربیوں (عجمیوں) کے لیے باعث تشویش تھا۔ حروف پر نقطے ان کی آسانی کے لیے لگائے گئے۔ اسی بنا پر عجم کا اشتقاق لفظ ”عجم“ سے کیا گیا (اردو دائرہ معارف اسلامیہ: ۳۳۱/۲۱)۔
- ۲- فؤاد جامعہ برعجالہ نافعہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، ۱۶۱، ۱۶۲، شارح: مولانا محمد عبدالحلیم چشتی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، ط اول: ۱۳۸۳ھ-۱۹۶۳ء، نقلاً عن فہرس الفہارس والأثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، مولانا عبدالحی بن شمس الآفاق، ۲/۲، طبع بالمطبعة الجديدة بالطالعة، عدد ۱۱، ۱۳۳۶ھ، نیز دیکھئے: الرسالة المستخرجة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة، العلامة محمد بن جعفر الکتانی (م ۱۳۳۵ھ)، ۱۰۱، دارالکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولى: ۱۳۳۲، مقدمة تحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی، الامام الحافظ أبو العلی محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم المبار کفوری (۱۳۵۳ھ)، ۶۷، ۶۸/۱، تحقیق: عبدالرحمن محمد عثمان، المکتبة السلفية بالمدينة المنورة، ت ن، أصول التخریج ودراسة الأسانید، الدكتور محمود الطحان، ۳۵، مقام طبع وناشر: طبع غیر مکتوب۔
- ۳- دیکھئے: فہرست التاریخ الكبير، أمام محمد بن اسماعیل البخاری (م ۲۵۶ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، س-ن۔
- ۴- تذکرة الحفاظ، الامام شمس الدین محمد بن أحمد بن عثمان الذہبی (م ۷۴۸ھ)، ۱۱۹/۲، (۷۲۶)، دارالکتب العلمیة بیروت-لبنان، الطبعة الأولى: ۱۳۱۹ھ-۱۹۹۸م، تاریخ التراث العربی، فواد سزگین، ۲۷۲/۱، نقله الى العربية: الدكتور محمود فهمی حجازی و الدكتور فهمی أبو الفضل، الهيئة المصرية العامة للكتاب، ۱۹۷۷م۔

- ۵۔ الرسالة المستطرفة، مجلہ بالا: ۱۰۴۔
- ۶۔ تاریخ التراث العربی، مجلہ بالا: ۱/۲۸۰۔
- ۷۔ ایضاً۔
- ۸۔ الفہرست، ابن الندیم، أبو الفتح محمد بن اسحاق الندیم البغدادی (م ۳۸۵ھ)، ۳۲۵، دارالمعرفة بیروت - لبنان، س ن۔
- ۹۔ الرسالة المستطرفة، مجلہ بالا: ۱۰۴۔
- ۱۰۔ تاریخ التراث العربی، مجلہ بالا: ۱/۳۰۵، بستان الحدیث (فارسی، اردو)، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ)، ۲۲۵، ترجمہ: مولانا عبدالسمیع دیوبندی، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱۹۹۳ء۔
- ۱۱۔ تاریخ التراث العربی، مجلہ بالا: ۱/۳۲۹، تاریخ الأدب العربی، کارل بروکلمان، ۱/۲۷۵، دارالمعارف القاہرہ، الطبعة الخامسة، س ن، بستان المحدثین، مجلہ بالا: ۱۳۳۔
- ۱۲۔ تاریخ التراث العربی، مجلہ بالا: ۱/۳۲۵۔
- ۱۳۔ کشف الظنون، مجلہ بالا: ۲/۳۶۹۔
- ۱۴۔ الرسالة المستطرفة، مجلہ بالا: ۱۰۳۔
- ۱۵۔ تاریخ التراث العربی، مجلہ بالا: ۱/۳۶۶، بستان الحدیث، مجلہ بالا: ۲۲۳۔
- ۱۶۔ ایضاً: ۱/۳۷۵۔
- ۱۷۔ تاریخ التراث العربی، مجلہ بالا: ۱/۳۸۹۔
- ۱۸۔ امام حماد بن سلمہ بن دینار بصری کی کنیت ابو سلمہ ہے۔ یہ بصرہ کے رہنے والے مشہور حافظ حدیث ہیں۔ انہوں نے بصرہ میں سعید بن ابی عروہ (م ۱۵۶ھ) کے ساتھ علم حدیث میں متعدد کتابیں تصنیف کیں (التاریخ الكبير، مجلہ بالا: ۳/۲۲، تذکرۃ الحفاظ، مجلہ بالا: ۱/۱۵۱، البداية والنهاية، حافظ عماد الدین أبو الفداء اسماعیل بن عمر المعروف بابن کثیر (م ۷۷۳ھ)، ۱۵۰/۱۰، مکتبۃ المعارف بیروت، الطبعة الثانية، ۱۹۷۸م، تہذیب التہذیب، ابو الفضل الحافظ محمد بن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ)، ۱۱/۳، دائرۃ المعارف النظامیة، حیدرآباد، دکن، ۱۳۲۵ھ۔
- ۱۹۔ سیر أعلام النبلاء، الحافظ أبو عبد اللہ شمس الدین محمد بن أحمد بن عثمان الذهبی (م ۷۴۸ھ)، ۱۱/۹۹، مؤسسۃ الرسالة، الطبعة الثانية: ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲م۔
- ۲۰۔ بلغة القاضي والدانی فی تراجم شیوخ الطبرانی، الراجی عفورہ الباری حماد بن محمد



الأنصاری، ا: ۱/۷، مکتبۃ الغرباء الأثریة المدینة المنورة، الطبعة الأولى: ۱۳۱۵ھ-۱۹۹۵م، مقدمة تحفة الأخوذی (الفصل السادس عشر)، محوله بالا: ۱/۹۷۔

۲۱۔ بلغة القاضي، محوله بالا: ۱/۷۔

۲۲۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ، محوله بالا: ۳/۸۵ (۸۷۵)، سیر أعلام النبلاء، محوله بالا: ۳/۱۸۱، وفيات

الأعیان وأبناء أبناء الزمان، القاضي شمس الدین أبو العباس أحمد بن محمد المعروف بابن خلیکان (۶۸۱ھ)، ۲/۲۱۵، دارالصادر، بیروت-لبنان، س-ن، النجوم الزاهرة فی ملوک مصر

والقاهرة، ابن تغری بردی، ۳/۵۹، قدم له و علق علیه محمد حسین شمس الدین، دارالکتب

العلمیة بیروت-لبنان، الطبعة الأولى: ۱۳۱۳ھ، البداية والنهاية، محوله بالا: ۱۱/۲۷۰، طبقات المفسرین،

الحافظ شمس الدین محمد بن علی بن أحمد الداوودی (م ۹۳۵ھ)، ۱/۱۹۸، دارالکتب العلمیة بیروت

-لبنان، س ن، المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، الامام أبو الفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد

ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ)، ۳/۵۳، تحقیق: محمد عبدالقادر عطا ومصطفی عبدالقادر عطا،

دارالکتب العالیة بیروت-لبنان، الطبعة الأولى: ۱۳۱۳ھ-۱۹۹۲م، بستان المحدثین، محوله بالا: ۱۳۹، ۱۳۰،

۱۳۲، الروض الدانی الی المعجم الصغیر للطبرانی، ۱/۱۰، تحقیق: محمد شکور محمود الحاج،

المکتب الاسلامی بیروت لبنان، الطبعة الأولى: ۱۳۰۵ھ/۱۹۸۵م، المعجم الأوسط، الامام الحافظ

الطبرانی (م ۳۶۰ھ)، ۱/۹، تحقیق: الدكتور محمود الطحّان، مکتبۃ المعارف-الریاض، الطبعة

الأولى: ۱۳۰۵ھ-۱۹۸۵م، بلغة القاضي الدّانی فی تراجم شیوخ الطبرانی، محوله بالا: ۱/۷۔

۲۳۔ جزء فیہ ذکرأبی القاسم سلیمان بن أحمد بن ایوب الطبرانی مطبوع مع المعجم الكبير: ۲۵/۳۳۵۹

۳۶۵، تذکرۃ الحفاظ، محوله بالا: ۳/۸۵، ۸۶، هداية العارفين أسماء المؤلفين والمصنفين، اسماعيل

باشا البغدادي، ۱/۳۹۶، مکتبۃ المثنی بغدادی، س-ن، فوائد جامعہ برجالہ نافعہ، محوله بالا: ۸۰، ۸۱۔

۲۴۔ اس مسند کے دو قلمی نسخوں کی نقلیں حمدی عبدالجید سلفی کے پاس موجود ہیں۔ ان میں سے ایک مخطوطہ پاکستان میں محبت اللہ شاہ

کے مکتبہ میں ہے اور دوسرا مخطوطہ، جو کہ پہلے مخطوط کی نقل ہے، محبت اللہ شاہ کے بھائی بدیع الدین شاہ صاحب کے مکتبہ میں موجود

ہے (المعجم الكبير، محوله بالا: ۲۵/۳۶۰) (حاشیہ نمبر ۱۹)۔

۲۵۔ استنبول میں اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ سلیم آغا نمبر ۲۲۹ کے تحت موجود ہے۔ جامعۃ ام القری مکتبۃ المکرّمۃ کے شعبہ قرآن وسنت

میں پروفیسر سید مقرر کے زیر نگرانی محمد سعید حسن نے اس پر تحقیق کر کے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے (سابق حوالہ،

حاشیہ نمبر ۲۰)۔

- ۲۶۔ یہ کتاب طویل عبارت کی احادیث پر مشتمل ہے۔ حمدی عبدالمجید سلفی نے اس پر تحقیق کی ہے اور المعجم الکبیر جلد نمبر ۲۵ کے ساتھ اس کتاب الطّوالات کا ایک حصہ طبع ہو چکا ہے (سابق حوالہ: ۳۶۱، حاشیہ نمبر ۲۱)۔
- ۲۷۔ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں کتاب المکارم و ذکر الأجراد کا حصہ دوم موجود ہے۔ مجموع ۳۶ (ق ۱۳۳-۱۵۵)۔ (سابق حوالہ، حاشیہ نمبر ۲۲)۔
- ۲۸۔ کتاب الأوائل کا ایک نسخہ برطانیہ کے عجائب گھر میں ہے۔ ۶۰۴ مخطوطات شرقیہ نمبر ۲/۱۵۳ کے تحت موجود ہے (سابق حوالہ حاشیہ نمبر ۲۳)۔
- ۲۹۔ اس کتاب پر پروفیسر ڈاکٹر فاروق حمادہ نے تحقیق کی ہے اور اس کی احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ لیکن یہ ناقص ہے۔ مکارم الاخلاق الاول کا اختصار مکتبہ ظاہریہ میں حدیث نمبر ۱۶۳ق کے تحت موجود ہے (سابق حوالہ حاشیہ نمبر ۲۴)۔
- ۳۰۔ طرق حدیث من کذب... کا مخطوط مکتبہ ظاہریہ دمشق میں مجموع نمبر ۸۱ (ق ۲۹-۴۷) کے تحت موجود ہے (سابق حوالہ: ۳۶۳، حاشیہ نمبر ۲۵)۔
- ۳۱۔ امام ابن وکیعہ کلبیؒ کی کنیت ابوالخطاب اور نام عمر بن حسن بن علی ہے۔ یہ اندلس کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور نامور عالم ہیں۔ انہیں حدیث میں بصیرت تامہ حاصل تھی (العبر، مجلہ بالا: ۱۳۳/۵، ۱۳۵، البداية والنهاية، مجلہ بالا: ۱۲/۱۳۳، ۱۳۵، تذکرة الحفاظ، مجلہ بالا: ۱۳۳/۳، ۱۳۶) (۱۱۳۶)، لسان المیزان، الحافظ محمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (۸۵۲ھ)، ۲۹۲/۴، مؤسسة الأعلیٰ بیروت، س-ن، النجوم الزاهرة، مجلہ بالا: ۶/۲۹۶، شذرات الذهب، مجلہ بالا: ۱۶۱، ۱۶۰/۵۔
- ۳۲۔ الرسالة المستطرفة، مجلہ بالا: ۱۰۱۔
- ۳۳۔ حجة الله البالغة، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ)، ۳۲۸/۱، المکتبۃ السلفیہ، لاہور، س-ن۔
- ۳۴۔ المعجم الكبير (مقدمة)، مجلہ بالا: ۱/۳۔
- ۳۵۔ كشف الظنون، مجلہ بالا: ۲/۱۷۳۔
- ۳۶۔ تدوین السنۃ النبویہ، الدكتور محمد بن مطر الزهرانی، ۱۹۴، دار الخُصیری، الطبعة الثانیة: ۱۳۱۹ھ-۱۹۹۸م۔
- ۳۷۔ دیکھئے: المعجم الكبير (مقدمة)، مجلہ بالا: ۱/۳، تدوین السنۃ النبویہ، مجلہ بالا: ۱۹۳، ۱۹۴۔
- ۳۸۔ تذکرة الحفاظ، مجلہ بالا: ۳/۸۵ (۸۷۵)، الرسالة المستطرفة، مجلہ بالا: ۱۰۱، المعجم الأوسط، الامام الحافظ الطبرانی (۳۶۰ھ)، ۵/۱، تحقیق: الدكتور محمود الطحّان، مکتبۃ المعارف-الریاض، الطبعة الأولى: ۱۳۰۵ھ-۱۹۸۵م۔

- ۳۹۔ دیکھئے: المعجم الأوسط (مقدمة) بحولہ بالا: ۶/۱۔
- ۴۰۔ دیکھئے: المعجم الأوسط (مقدمة) بحولہ بالا: ۷/۱۔
- ۴۱۔ تذکرۃ الحفاظ بحولہ بالا: ۸۵/۳ (۸۷۵)۔
- ۴۲۔ المعجم الأوسط (مقدمة): ۷/۱۔
- ۴۳۔ ایضاً: ۶/۱۔
- ۴۴۔ ایضاً: ۶، ۷/۱۔
- ۴۵۔ دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ بحولہ بالا: ۸۵/۳، المعجم الأوسط (مقدمة) بحولہ بالا: ۷/۱۔
- ۴۶۔ المعجم الأوسط بحولہ بالا: ۱۳/۱۔
- ۴۷۔ دیکھئے: الرسالة المستطرفة بحولہ بالا: ۱۰۴، ۱۰۱۔
- ۴۸۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: المعجم الصغير، الحافظ ابو القاسم سليمان بن احمد بن ايوب اللحمي الطبراني (م ۳۱۰ھ): ۳/۲۱۷۷، دار الكتب العلمية بيروت - لبنان۔
- ۴۹۔ سير الأعلام النبلاء بحولہ بالا: ۱۶/۵۹۵، ۱۹/۲۸۲۔
- ۵۰۔ المعجم الصغير بحولہ بالا: ۷/۱۔
- ۵۱۔ المعجم الصغير بحولہ بالا: ۹۶/۱، باب من اسمه اسمعيل۔
- ۵۲۔ ایضاً: ۱۳۲/۱، باب من اسمه الحسين۔
- ۵۳۔ ایضاً: ۱۹۷/۱، باب من اسمه علي۔
- ۵۴۔ ایضاً: ۳۳/۱، باب من اسمه احمد۔
- ۵۵۔ ایضاً: ۱۳۷/۱، باب من اسمه الحسين۔
- ۵۶۔ ایضاً: ۱۳۷/۱، باب من اسمه حجاب۔
- ۵۷۔ ایضاً: ۱۷۹/۱، باب من اسمه شيبان، نیز ملاحظہ کیجئے: ۱۸۳/۱، باب من اسمه طاهر: ۲۳۶/۱، باب من اسمه عبید۔
- ۵۸۔ ایضاً: ۳۷/۱، باب من اسمه أحمد۔
- ۵۹۔ ایضاً: ۸/۱، باب من اسمه أحمد۔
- ۶۰۔ ایضاً: ۸/۱، باب من اسمه أحمد۔
- ۶۱۔ ایضاً: ۹۸/۱، باب من اسمه اسحاق۔

- ۶۲۔ ایضاً: ۳۳/۱، باب من اسمہ احمد، مزید مثالوں کے لیے دیکھئے: سابق حوالہ ۲۱۳/۱، باب من اسمہ عبد اللہ،  
۲۳۷/۱، باب من اسمہ عبید اللہ، ۶۹/۲، باب من اسمہ محمد (بن سہل)۔
- ۶۳۔ ایضاً: ۱۸۵/۱، باب من اسمہ طیّ۔
- ۶۴۔ ایضاً: ۱۳/۲، باب من اسمہ محمد۔
- ۶۵۔ ایضاً: ۲۵۵/۱، باب من اسمہ عباد۔
- ۶۶۔ ایضاً: ۸۵/۱۔
- ۶۷۔ ایضاً: ۱۱۷/۱، باب من اسمہ جعفر۔
- ۶۸۔ ایضاً: ۸۵/۱، باب من اسمہ ابراہیم۔
- ۶۹۔ ایضاً: ۸۱/۱، باب من اسمہ ابراہیم۔
- ۷۰۔ ایضاً: ۲۹/۱۔
- ۷۱۔ ایضاً: ۷۷/۱، باب من اسمہ ابراہیم۔
- ۷۲۔ ایضاً: ۷۸/۱، مزید مثالوں کے لیے دیکھئے: ۸۰، ۷۹/۱، باب من اسمہ ابراہیم، ۲۳۷/۱، باب من اسمہ عبد الملک  
(بن محمد)، ۲۶۳/۱، باب من اسمہ الفضل (بن صالح)، ۲۶۶/۱، باب من اسمہ القاسم (بن اللیث)،  
۲۷/۱، باب من اسمہ قیس، باب من اسمہ کنیز، ۱۰۹/۲، باب من اسمہ موسیٰ (بن عیسیٰ)، ۱۱۸/۲، باب  
من اسمہ مصعب، ۱۱۹/۲، باب من اسمہ مورع، ۱۲۰/۲، باب من اسمہ نصر۔
- ۷۳۔ ایضاً: ۱۹۳/۱، باب من اسمہ علی (ابن الحسن)۔
- ۷۴۔ ایضاً: ۲۱۳/۱، باب من اسمہ عبد اللہ۔
- ۷۵۔ قوله تنقه من التنقی هو الاجتباء۔ قال فی المجمع تنقه و توقه أى تخیر الصدیق ثم احذره و قيل  
هو تنقه بموحدة بمعنی استبق أى أبق المال ولا تسرف فی الانفاق و توق فی الاكتساب  
انتهی (المعجم الصغير، ج ۱، ۲۶۶، حاشیہ نمبر ۱)۔
- ۷۶۔ ایضاً: ۲۶۷/۱، باب من اسمہ القاسم۔ زیرو تین سو پانچ حواشیا ہر اٹھرتیس۔